دار الافتاء

محترم مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ھیکہ جناب والا بفضل ربی بخیر
ہونگے اور شب وروز دین متین کی عالی محنت میں کوشاں ہونگے اللہ رب العزت
آپ حضرات کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر باقی رکھے اور ہم ضعفاء کو بھی
استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عرض یہ ھیکہ بندہ کچھ مسائل کے حل کیلئے آنجناب سے رابطے کی
سعادت حاصل کر رہا ہوں امید ھیکہ جلد از جلد تسلی بخش حل فرماکر
بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ مسائل درج ذیل ہیں

① بندہ نے کچھ عرصہ قبل "سر کے مسح کی ہیئت مسنونہ" کے بارے میں استفتاء
بھیجا تھا جسمیں مزید دریافت طلب امور ہیں۔ اس استفتاء کا جواب جناب
مولانا عصمت اللہ صاحب نے لکھا تھا اور اس فتوی پر آنجناب کے دستخط بھی ہیں۔
فتوی نمبر ۹۶۰/۵۴ اور ۱۹/۷/۲۸ھ کو روانہ کیا گیا ہے۔

(الف) ایک طرف طریقہ نمبر۲ (۳ انگلیاں رکھ کر پیچھے لے جانا پھر جانبین پر ہتھیلیاں
رکھ کر آگے لانا) کو شامی میں "فلا أصل له" کہا اور دوسری طرف اس طریقے
کو ایک علماء کی جماعت نے اختیار کیا ہے تو فلا اصل لہ کا کیا مطلب ہوگا۔

(ب) طریقہ نمبر۱ جسکو "فتح القدیر" کے حوالے سے مسنون بتلایا گیا ہے اسمیں
صرف ادبار کا ذکر ہے "اقبال" کا نہیں حالانکہ احادیث میں دونوں کا تذکرہ
ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

② قرآن پاک میں لفظ "قتال" (جوکہ مستقل اپنے معنی رکھتا ہے)
استعمال ہوا تو جب یہ لفظ اپنے معنی کے اعتبار سے مستقل ھے تو کیا حکمت
ہے کہ لفظ "جہاد" کو قتال کیلئے استعمال کیا گیا ہے؟

③ گھروں میں کپڑے مشین میں دھوئے جاتے ہیں پہلے ناپاک کپڑے
صابن والے پانی میں پھر صاف پانی میں ڈال دیتے ھیں جب
صابن نکل جاتا ہے تو بعض گھروں میں یہ کپڑے ڈرائیر مشین
میں ڈال کر خشک کر لیے جاتے ہیں اور بعض گھروں میں جہاں
ڈرائیر کی سہولت نہیں ہوتی بقدرِ ممکن نچوڑ کر دھوپ میں سکھانے
کیلئے ڈال دیئے جاتے ھیں کیا مذکورہ طریقوں سے کپڑے پاک ہو
جاتے ھیں؟

علاوہ ازیں!

تقریباً ۵۔۶ ماہ قبل بندہ نے اتصال صفوف کے متعلق
ایک استفتاء دارالعلوم بھیجا تھا اس کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی کسی
جزئی میں آنجناب اور حضرت مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہ کا اختلاف ہے
چونکہ کافی عرصہ بیت چکا ہے اس لیے گذارش ہے کہ جلد از جلد

Scanned by CamScanner

Date:

کوئی فیصلہ کرکے جواب ارسال فرما دیا جائے اس لیے کہ اب تو ہماری
مسجد کی توسیع و تعمیر ازسرِ نو ہونے والی ہے۔
مزید آپ سے گزارش ہے کہ اپنی سحرگاہی کی مناجات میں بندہ
کیلئے بھی دعا کریں کہ "اللہ تعالیٰ عافیت و استقامت سے دین کا کام لیتا رہے۔
فقط والسلام
متعلم محمد راشد ڈسکوی
مدرسہ عربیہ رائے ونڈ

الجواب حامداً ومصلیاً

① ــــ (الف) سوال میں مسح سر کے طریقہ نمبر ۲ کے متعلق شامی، فتح القدیر وغیرہ کتب کا "فلا اصل له في السنة" کہنے کا یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ یہ طریقہ مذکورہ تفصیل کے ساتھ بعینہٖ کسی روایتِ حدیث سے ثابت نہیں بلکہ فقہاء کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ "بنایہ (اور فتح القدیر)" کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، اور حضراتِ فقہائے عظام نے روایاتِ حدیث کو پیشِ نظر رکھکر مسحِ سر کے متعلق مختلف کیفیات بیان فرمائی ہیں جنمیں سے صاحبِ فتح القدیر، شامی نے طریقہ ۱ کو ترجیح دی ہے اور طریقہ نمبر ۲ کو صاحبِ محیط، تاتارخانیہ وغیرہ کتبِ فقہ میں ترجیح دی گئی ہے اسلئے جواز کے اعتبار سے دونوں درست ہیں۔

في البناية: (۱/ ۱۷٦)

وفي الدراية وكيفية الاستيعاب أن يبل كفه وأصابع يديه ويضع ثلاثا من كل كف على مقدم الرأس ويعزل السبابتين والابهامين ويجافي الكفين ويمدهما إلى مؤخر الرأس ثم يمسح الفودين بالكفين ويمدها إلى مقدم الرأس ويمسح ظاهر الاذنين بباطن الابهامين وباطن الاذنين بباطن السبابتين ويمسح رقبته بظاهر اليدين حتى يصير ماسحا ببلل لم يصر مستعملا هكذا روت عائشة رضي الله عنها مسح رسول الله صلى الله عليه وسلم وهكذا المنقول عن السلف ..... قلت حديث عائشة رضي الله عنها اخرجه النسائي انها وصفت وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضعت يديها في مقدم رأسها ومسحت إلى مؤخره ثم مدت يديها باذنيها ثم مدت على الخدين قالوا الذي

(جاری ہے ...)

Scanned by CamScanner

ذكره صاحب الدراية ونسبه إلى عائشة لم يذكره أحد من أئمة الحديث على الوجه المذكور ولا غير عائشة من الصحابة الذين وصفوا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم".

وفي فتح القدير: (١/ ١٧)

"ولأن أحداً ممن حكى وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يؤثر عنه ذلك فلو كان ذلك من الكيفيات المسنونة وهم شارعون في حكايتها لم تترك وهي غير متبادرة لنصوا عليها".

دار الإفتاء

وفي البناية: (١/ ١٧٧)

وأخرج أبو داود عن محمد بن حسين وقد ورد من حديث طلحة بن مصرف وفيه رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح رأسه مرة واحدة حتى يبلغ القذال وهو أول القفا وقال مرة وقد مسح رأسه من مقدمه إلى مؤخره حتى يخرج يديه من تحت اذنيه اخرجه الطحاوي ولفظه رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح مقدم رأسه حتى بلغ القذال من مقدم عنقه واخرجه النسائي حديث عبد الله بن زيد وفيه ثم مسح رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبرهما إلى مؤخر رأسه ثم جره إلى قفاه ثم جر إلى مؤخره وعند ابي داؤد وبدأ بالمؤخر.....

وفي لفظ مسح الرأس كله من قرن الشعر كل ناحية لمنبت الشعر لا يحول الشعر عن هيئته..... فهذا أوجه كثيرة يختار المتوضي ايها شاء واختار بعض اصحابنا رواية عبد الله بن زيد رضي الله عنه وذكر السغناقي في كيفية المسح كلاما نقلناه عن الدراية ثم قال كذا أعلمنا عين الاعيان الاستاذ المتقن مولانا فخر الدين المامير مغي رحمه الله إلا ان الرواية منصوصة في المبسوط على أن الماء لا يعطى

(بقیہ ملحقہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

ص۴

له حكم الماء المستعمل حال الاستعمال.

وفي البناية: (۱/ ۱۷۶)

وفي المحيط ويستحب فيه أن يضع من كل واحدة من يديه ثلاث أصابع
عن مقدم رأسه سوى الإبهام والسبابة ويجافي بين كفيه ويمدهما إلى
القفا ثم يضع كفيه على مؤخر رأسه ويمدهما إلى مقدمه ثم يمسح ظاهر
كل أذن بكل إبهام وباطنه بمسبحة۔

(ب) إقبال وإدبار کا ذکر بعض روایات میں آیا ہے بعض میں نہیں صاحبِ فتح القدیر ودیگر بعض فقہائے کرام نے بظاہر مجموعہ روایاتِ حدیث کو پیشِ نظر رکھکر اقبال وادبار والی روایت کو استیعابِ رأس پر محمول کیا ہے اور استیعاب مراد لینے کی صورت میں اقبال وادبار دونوں شامل ہوجاتے ہیں، لھذا فتح القدیر میں مذکورہ طریقہ سنت کے خلاف نہیں بلکہ اسی کے مطابق ہے۔

في البدائع: (۱/ ۱۱۷)

"ومنها الاستيعاب في مسح الرأس وهو أن يمسح كله لما روى عبد الله
بن زيد أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح رأسه بيديه كلتيهما أقبل
بهما وأدبر....."

(۲) قرآن وحدیث میں ایک معنٰی کیلئے کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں چنانچہ کفار کے ساتھ قتال کیلئے بھی قرآن وحدیث میں لغوی معنٰی کی مناسبت سے ایک سے زائد الفاظ استعمال ہوئے ہیں مثلاً جہاد، قتال، غزوہ وغیرہ کیونکہ لفظِ جہاد یا مجاہدہ کسی مقصد کی تحصیل میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنے اور اسکے لئے مشقت برداشت کرنے کے معنٰی میں آتا

(بقیہ پشتِ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

ہے، کفار کے ساتھ قتال میں بھی مسلمان اپنے قول وفعل اور ہر طرح کی امکانی طاقت خرچ کرتے ہیں اسلئے جہاد کو بھی قتال کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور یہی اسکا حقیقی مصداق اور اصطلاحی معنی ہے چنانچہ مذاہبِ اربعہ کی کتب میں جہاد کے اصطلاحی معنی "قتال" ہی کے لکھے ہیں۔ البتہ مجازاً دین کی خاطر کی جانے والی ہر محنت و مشقت اور جدوجہد کو جہاد کہہ دیا جاتا ہے۔ معارف القرآن: (۲۸۸/۶) احسن الفتاوی: (۲۸/۶)

فی التفسیر المظہری: (۲۳۳/۷)

"(والذین جاھدوا الخ) الجھاد بذل الوسع والطاقۃ والمراد الذین بذلوا وسعھم وطاقتھم فی محاربۃ الکفار ومخالفۃ النفس والھویٰ (فینا) ای فی ابتغاء مرضاتنا ونصرۃ دیننا وامتثال أوامرنا والانتھاء عن مناھینا"۔

وفی تفسیر الخازن: (۳۸۵/۳)

"(والذین جاھدوا فینا) معناہ: جاھدوا المشرکین لنصر دیننا (لنھدینھم سبلنا) لنثبتنھم ماقاتلوا علیہ"...

وفی البدائع: (۹۷/۷)

"وفی عرف الشرع یستعمل فی بذل الوسع والطاقۃ بالقتال فی سبیل اللہ بالنفس والمال واللسان أو غیر ذلک او المبالغۃ فی ذلک"۔

③ ــــ صورتِ مسئولہ میں ناپاک کپڑے جو صابن والے پانی میں اور پھر صاف پانی میں ڈال دیتے ہیں تو یہ کپڑے صرف صابن نکالنے سے پاک نہیں ہونگے جبتک کہ ان سے ناپاکی مکمل طور پر زائل نہ کیا ہو اور غالب گمان اسکے پاکی کا نہ ہو اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ اسکو تین مرتبہ صاف

(جاری ہے ۔۔۔)

Scanned by CamScanner

پانی سے اچھی طرح دھویا جائے اور اسکے لئے اگر مشین میں تین مرتبہ صاف پانی ڈال کر نکالا جاتا ہو تو اس سے بھی کپڑے پاک ہوجائیں گے۔ تبویب: (۱۸۰/۷۱، ۱۸۰/۷۲)

فی الدر المختار: (۱/۳۳۱)

"ویطهر محل (غیرها) أی غیر مرئیة (بغلبة ظن غاسل)

وفی الشامی: فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به فی الغالب وقطعا للوسوسة وأنه من إقامة السبب الظاهر مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقته عسر ... وهو مقتضی کلام الهدایة وغیرها واقتصر علیه فی الإمداد، وهو ظاهر المتون حیث صرحوا بالثلاث"

واللہ سبحانہ أعلم

عبد الرحمن سواتی عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی نمبر ۱۴
۴/۸/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
احقر [illegible]
۴ شعبان ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
۴/۸/۱۴۲۸ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۳۲/۹۸۶
۲۷۷۵

مفتی